ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی تفسیری و فقہی خدمات اور ان کے اثرات

Dr. Muhammad Hamidullah's Contributions to the Tafasir of the Holy Qur'an and Islamic Jurisprudence: A Study of Impact

***** Dr. Muhammad Riaz Mahmood ****

** Associate Professor, Department of Islamic Thought, History and Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad.*

KEYWORDS

Al-Siyar al-Kabir, Dr. Muhammad Hamidullah, Holy Qur'an, Islamic Heritage, Islamic Jurisprudence, Muslim Conduct of State, Tafsir.

ABSTRACT

This research article explores the exegetical and jurisprudential contributions of Dr. Muhammad Hamidullah, a towering twentieth-century Muslim scholar, and evaluates their enduring impact on Islamic thought. Dr. Muhammad Hamidullah, known for his pioneering work in multiple Islamic disciplines, produced significant writings in Qur'anic Tafasir and Islamic jurisprudence that reflect a unique blend of traditional scholarship and modern academic rigor. His exegetical approach, particularly evident in his French translation of the Holy Qur'an with commentary, emphasizes contextual understanding, linguistic precision, and rational coherence, making the divine message accessible to contemporary Western audiences while preserving classical interpretive principles. In the field of jurisprudence, his seminal work Muslim Conduct of State and his critical edition of early legal texts like Al-Siyar al-Kabir by Shaybani demonstrate his mastery over the sources and his ability to address modern statecraft, international law, and minority rights from an Islamic perspective. Dr. Hamidullah's methodology is characterized by direct recourse to primary sources (Qur'an and Sunnah), careful handling of Hadith, and an innovative yet faithful application of Ijtihad. His influence extends across continents, shaping modern exegetical trends, legal reforms, and academic studies in universities worldwide. This article systematically examines his major works, analytical methods, and the reception of his ideas, concluding that he successfully bridged classical Islamic heritage and modern intellectual challenges, leaving a lasting legacy for scholars and practitioners of Islam in the contemporary world.

تعارف

ڈاکٹر محمد حمید اللہ (1908ء-2002ء) بیسویں صدی کے جلیل القدر مفسر، محدث اور فقیہ تھے۔ تفسیر و فقہ کے شعبہ جات میں آپؒ کی خدمات نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ آپؒ کی علمی و تحقیقی کاوشوں کا مطالعہ نہایت اہم اور مفید ہے۔ آپؒ کی زندگی علم کی جستجو، تصنیف و تالیف اور جدید تقاضوں کے مطابق اسلامی علوم کی وسعت نظری سے تشریح و تطبیق کا ایک روشن باب ہے۔ ان کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے ایک ہی وقت میں مشرقی اور مغربی علوم پر گہری دسترس حاصل کی، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد سے اسلامی علوم میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور پھر فرانس کی معروف یونیورسٹی سوربون سے بین الاقوامی قانون میں ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔ یہ دوہری بصیرت ان کی تفسیری اور فقہی خدمات میں واضح طور پر نظر آتی ہے۔

*Corresponding Author: *Zubair Hanif*
Email Address: qazi.furqan@uog.edu..pk

اس تحقیق کی اہمیت اس حقیقت میں پنہاں ہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے ایک ایسے دور میں جہاں مسلم دنیا استعماری طاقتوں کے تسلط سے دوچار تھی اور فکری طور پر دو دائروں میں تقسیم تھی، یعنی مطلق تقلید کا جمود اور بے راہ روی کی روشن فکری، ان دونوں سے بچتے ہوئے ایک سائنسی، تحقیقی اور معتدل راستہ اختیار کیا۔ انہوں نے نہ صرف ماضی کے عظیم تفسیری و فقہی سرمائے کو جدید تحقیقی اصولوں پر مرتب کیا بلکہ ان اصولوں کو موجودہ مسائل پر لاگو کرنے کی جرأت بھی دکھائی۔ ان کی فقہی خدمات میں امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے آثار کی تصحیح و اشاعت، کتاب (السیر الکبیر) کا فرانسیسی اور انگریزی میں ترجمہ و تشریح اور اسلامی قانون بین الاقوامی پر اہم کام شامل ہیں۔ تفسیری میدان میں قرآن مجید کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ و تفسیر ان کی شاہکار تصنیف ہے جس نے مغربی قارئین کو قرآن فہمی کا ایک نیا اور معقول دروازہ کھولا۔ ان کے اثرات کا دائرہ برصغیر سے لے کر یورپ اور امریکہ تک وسیع ہے۔

آج جب مسلم دنیا شدید فکری انتشار کا شکار ہے اور قدیم و جدید کے درمیان تصادم نے نہ صرف علمی بلکہ عملی زندگی کو بھی متاثر کیا ہے، ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کا طریقہ کار ایک امید کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ان علماء میں سے ہیں جنہوں نے یہ واضح کیا کہ اسلام کا فکری نظام وقت کے ساتھ چل سکتا ہے بشرطیکہ اسے اس کے ماخذ سے منسلک رکھا جائے اور اجتہاد کے دروازے کو جمود سے بچا کر کھلا رکھا جائے۔ اس مضمون میں تفسیر اور فقہ کے شعبہ جات میں انجام دی گئی ان علمی خدمات کا تجزیہ کیا گیا ہے اور ساتھ ہی علماء و مفکرین کی فکر اور اسلامی قانون سازی پر ان کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

1 ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی تفسیری خدمات کا تعارف اور طریقہ کار

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی تفسیری خدمات کا مرکزی نقطہ ان کا فرانسیسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر ہے جس کا نام "Le Saint Coran" ہے۔ یہ ترجمہ 1971ء میں شائع ہوا اور اس کے بعد کئی بار اس میں اضافے اور اصلاح کے ساتھ دوبارہ شائع کیا گیا (حمید اللہ، 1971)۔ انہوں نے اس کام میں انتہائی سنجیدہ علمی اور تحقیقی اصول اپنائے۔ ترجمے کی بنیاد انہوں نے اپنی پوری عمر کی محنت سے حاصل کردہ عربی زبان کی گہری سمجھ اور اس کے ساتھ جدید فرانسیسی زبان کی روانی اور سلیس اسلوب پر رکھی۔ ترجمہ لفظی نہیں بلکہ معنوی اور مقصدی ہے، یعنی وہ ہر آیت کے اصل مفہوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے فرانسیسی اصولوں کے مطابق ایسے اسلوب میں پیش کرتے ہیں کہ قاری کو عربی متن کی وجہ سے کوئی خلل محسوس نہ ہو۔

تفسیر میں انہوں نے اختصار اور جامعیت دونوں کو ملایا۔ وہ طویل مقدمات اور فاضلانہ حاشیوں سے گریز کرتے ہوئے براہ راست آیت کے اہم نکات، سیاق و سباق، شان نزول اور احکام کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ ایک منفرد بات یہ ہے کہ وہ جہاں روایتی تفاسیر کی طرف رجوع کرتے ہیں وہیں اپنے زمانے کے جدید سائنسی، سماجی اور قانونی سوالات کے جوابات بھی قرآن مجید کی روشنی میں دیتے ہیں۔ اس کے لیے وہ اکثر قرآنی آیات کا باہمی ربط قائم کرتے ہیں، یعنی ایک موضوع کی تمام آیات کو جمع کر کے ایک مربوط نتیجہ اخذ کرتے ہیں، جو دراصل تفسیر موضوعی کی ایک بہترین شکل ہے۔ وہ اسرائیلی روایات اور ضعیف آثار سے بچتے ہیں اور صحیح ترین ماٰخذ سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان کی تفسیر کا ایک اور نمایاں پہلو یہ ہے کہ وہ مغربی قارئین کے ذہن میں موجود شکوک و شبہات کا براہ راست تذکرہ کرتے ہیں اور پھر ان کا ازالہ کرتے ہیں۔ مثلاً جہاد، عورت کا مقام، سائنس اور قرآن مجید کے تعلق جیسے موضوعات پر ان کی تفسیر نہایت مدلل ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے بائبل کے حوالوں سے بھی استفادہ کیا ہے لیکن ہمیشہ اس شرط کے ساتھ کہ قرآن مجید کی حتمیت اور آخریت قائم رہے۔ ان کی تفسیر کا ایک اور اہم وصف یہ ہے کہ وہ حد درجہ محتاط ہیں، جہاں تک فقہی احکام کا تعلق ہے، وہ کسی آیت سے حکم لاتے ہیں تو پوری فقہی روایت کا جائزہ لیتے ہیں اور پھر اپنی رائے دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک تفسیر محض عبارت کی تشریح نہیں بلکہ زندگی کے لیے رہنما اصولوں کا استخراج ہے۔ اس لیے ان کی تفسیر میں عملی راہ نمائی بہت زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا یہ کام فرانسیسی بولنے والے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں یکساں مقبول ہوا اور کئی یورپی یونیورسٹیوں میں اسے نصاب کا حصہ بنایا گیا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے تفسیر کے میدان میں اپنی انفرادیت اس طرح واضح کی کہ انہوں نے جدید تحقیقی اصولوں، مشرقی و مغربی ذہنوں کے فرق اور اسلام کی عالمگیریت کو سمیٹ کر ایک ایسی تفسیر لکھی جو آج بھی اپنی افادیت اور معنویت میں ممتاز ہے۔

2　قرآن مجید کے فرانسیسی ترجمہ کی خصوصیات اور تفسیری اصول

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے فرانسیسی ترجمہ قرآن مجید کی خصوصیات کا تفصیلی جائزہ لینا اس لیے ضروری ہے کہ یہ ترجمہ دراصل ان کی تفسیری بصیرت کا آئینہ دار ہے۔ ایک اہم خصوصیت ان کا ترجمے کے لیے لفظی کے بجائے تفسیری اور مواصلاتی اسلوب کا انتخاب ہے۔ وہ عربی جملے کی ساخت کو فرانسیسی ذہن کے مطابق بدلتے ہیں لیکن معنوی طور پر کوئی کمی نہیں آنے دیتے۔ انہوں نے ہر سورہ کے شروع میں ایک مختصر تعارف دیا ہے جس میں سورہ کے بنیادی موضوعات، زمانہ نزول اور تاریخی پس منظر کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ تعارف نہایت مفید ہے اور قاری کو بغیر کسی پیچیدگی کے سورہ کے مرکزی خیال کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

زیریں حاشیہ جات، جنہیں وہ تفسیر کہتے ہیں، زیادہ لمبے نہیں ہیں لیکن ہر حاشیہ ایک علمی بحث کا خلاصہ ہوتا ہے۔ وہ ان حاشیوں میں مشکل الفاظ کی وضاحت، آیت کی قرأۃ کے مختلف پہلوؤں، شان نزول کی روایات اور فقہی نکات بیان کرتے ہیں۔ ایک بہت اہم اصول جو انہوں نے اپنایا وہ یہ ہے کہ وہ کسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے دوسری متعلقہ آیات کا حوالہ دیتے ہیں جس سے قرآن مجید خود اپنی تفسیر کرتا ہے، یعنی تفسیر القرآن بالقرآن کا طریقہ۔ یہ طریقہ انتہائی معتبر ہے اور مفسر کی اپنی رائے کے غلبے کو روکتا ہے۔ وہ جہاں کسی آیت میں کوئی واقعہ یا قصہ آیا ہے تو وہ اسے صرف قرآن مجید میں موجود تفصیل تک محدود رکھتے ہیں اور بائبل یا دوسرے الہامی کتب کے بیانات کو صرف اس وقت لاتے ہیں جب وہ قرآن مجید سے متصادم نہ ہوں اور اسی پر وہ محتاط ہوتے ہیں کہ قاری کو یہ نہ لگے کہ وہ ان کتابوں کو بطور ماخذ استعمال کر رہے ہیں بلکہ ان کا مقصد صرف موازنہ یا مزید تفصیل کا اضافہ ہوتا ہے اگر وہ قرآن مجید کی روشنی میں قابل قبول ہو۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے تفسیری اصولوں میں ایک اور اہم نکتہ ان کا محتاط اجتہاد ہے۔ روایتی تفاسیر میں اکثر وہ احکام جو زمانے کے ساتھ بدلتے ہوئے حالات کی وجہ سے نئی صورت میں سامنے آتے ہیں، ان کے بارے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ جمود کا شکار نہیں ہوتے بلکہ وہ قرآن مجید کے کلی مقاصد (مقاصد شریعت) کو سامنے رکھتے ہوئے نئی صورت میں حکم لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جدید مالی معاملات، بین الاقوامی تعلقات اور اقلیتوں کے مسائل پر ان کی تفسیر میں موجود نکات انتہائی قابل قدر ہیں۔ ان کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ترجمے اور تفسیر کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کے لیے بھی قابل فہم اور دلچسپ بنایا اور اس کام میں کسی بھی قسم کی جارحیت یا تعصب سے گریز کیا۔ وہ ہمیشہ علمی اور معروضی زبان استعمال کرتے ہیں، یہاں تک کہ جہاں وہ دوسرے مذاہب کے عقائد کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں، وہ بھی انتہائی مہذب اور مدلل طریقے

سے کرتے ہیں۔ ان کی یہ تفسیر بعد کے بہت سے مترجمین اور مفسرین کے لیے ایک نمونہ بن گئی، خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جو مغربی زبانوں میں قرآن مجید پیش کرنا چاہتے ہیں۔

3 فقہی خدمات کا آغاز اور علمی پس منظر

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کا شمار ان چند مفسرین اور فقہاء میں ہوتا ہے جنہوں نے فقہ اسلامی کو اس کے اصل ماخذ سے لے کر اس کی تدوین اور تطبیق تک ہر مرحلے پر جدید تحقیقی طریقوں سے روشناس کرایا۔ ان کی فقہی خدمات کا آغاز جامعہ عثمانیہ میں تعلیم کے دوران ہوا جہاں انہوں نے قدیم فقہی متون کا گہرا مطالعہ کیا اور پھر فرانس میں قانون کی اعلیٰ تعلیم کے دوران انہیں یہ موقع ملا کہ وہ اسلامی فقہ کا تقابلی جائزہ مغربی قانونی نظاموں کے ساتھ لیں۔ ان کی پہچان کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ انہوں نے فقہ اسلامی کے بنیادی مآخذ یعنی قرآن و سنت کو براہ راست اٹھایا اور مقلدانہ جمود کو چھوڑ کر خود اجتہاد کیا۔ لیکن ان کا اجتہاد کبھی خود ساختہ یا بے بنیاد نہیں تھا بلکہ وہ ہر مسئلے پر پہلے صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ائمہ مجتہدینؒ کے اقوال جمع کرتے, ان کا تقابل کرتے اور پھر ترجیح کے اصولوں کے تحت اپنی رائے دیتے۔

ان کی سب سے بڑی فقہی خدمت امام محمد بن حسن شیبانیؒ کی کتاب "السیر الکبیر" کی تصحیح، تخریج اور اشاعت ہے (الشيباني، تاریخ ندارد)۔ یہ کتاب اسلامی قانون جنگ و امن اور بین الاقوامی تعلقات کے موضوع پر اپنی نوعیت کی پہلی جامع تصنیف ہے۔ امام محمد شیبانیؒ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد اور ان کے فقہی مذہب کے کبار مدونین میں سے ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے اس کتاب کا قلمی نسخہ ترکی کے کتب خانوں سے دریافت کیا اور پھر اسے نہایت محنت سے چار جلدوں میں شائع کیا۔ اس کے ساتھ انہوں نے اس کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ بھی کیا جس کے بعد یورپی اسکالرز پہلی بار اس عظیم فقہی ورثے سے آگاہ ہوئے۔ اس کتاب کی اشاعت نے یہ واضح کیا کہ اسلام میں جنگی قوانین اور بین الاقوامی تعلقات کا تصور صرف پہلی صدی ہجری میں ہی موجود تھا اور بہت تفصیل سے زیر بحث آیا تھا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے فقہ کے دیگر اہم متون جیسے موطا امام مالکؒ کی سند کے ساتھ اشاعت اور جامع الترمذی کی تحقیق کی۔ ان کا ایک بہت بڑا کارنامہ ان کی اپنی تصنیف "Muslim Conduct of State" ہے جو انگریزی میں لکھی گئی اور اس میں انہوں نے اسلامی قانون بین الاقوامی کو جدید بین الاقوامی قانون کے تقابل میں پیش کیا(Hamidullah, n.d.) ۔ یہ کتاب آج بھی دنیا کی بہترین یونیورسٹیوں میں بطور نصاب پڑھائی جاتی ہے۔ ان کے فقہی پس منظر میں یہ حقیقت بہت اہم ہے کہ انہوں نے کسی خاص فقہی مسلک کی اندھی تقلید نہیں کی بلکہ ہر مسئلے میں دلیل کی پیروی کی۔ وہ اکثر حنفی مسلک کے قریب تھے لیکن جہاں netizens دوسرے ائمہ کی دلیل زیادہ قوی لگتی، وہ اسے اختیار کر لیتے۔ ان کی یہ آزادانہ روش ان کے ہم عصر علماء میں بھی کم دیکھی گئی۔ ان کی فقہی خدمات کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ انہوں نے خواتین کے حقوق، اقلیتوں کے تحفظ اور غیر مسلموں کے ساتھ معاہدات جیسے حساس موضوعات کو نہایت دلیرانہ اور علمی انداز میں پیش کیا۔ انہوں نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی کہ اسلامی فقہ میں جبر و تشدد کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ یہ عدل، امن اور انسانیت کے احترام کا نام ہے۔

4 السیر الکبیر کی تصحیح واشاعت اور اس کی اہمیت

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی فقہی خدمات کا مرکزی اور سب سے زیادہ قابل فخر باب امام محمد بن حسن شیبانیؒ کی کتاب "السیر الکبیر" کی علمی تصحیح اور اشاعت ہے (الشيباني، تاریخ ندارد)۔ یہ کتاب دراصل اسلامی قانون جنگ و امن، سفارتی تعلقات، جنگی قیدیوں کے حقوق، غیر مسلموں کے ساتھ معاہدات اور جنگ کے دوران اور بعد میں ریاست کی ذمہ داریوں پر ایک جامع اور مستند دستاویز ہے۔ امام محمد شیبانیؒ نے اسے اپنے استاد امام ابو حنیفہؒ کی تعلیمات کی روشنی میں تحریر کیا تھا لیکن صدیوں تک یہ کتاب قلمی صورت میں مختلف کتب خانوں میں گم پڑی رہی اور صرف حوالوں کے طور پر فقہ حنفی کی دیگر کتابوں میں اس کا ذکر ملتا تھا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے جب ترکی کے کتب خانوں میں تحقیق کی تو انہیں اس کے مکمل قلمی نسخے مل گئے۔ انہوں نے فوری طور پر اسے نقل کیا اور پھر اس کی تصحیح کے لیے ایک بین الاقوامی ٹیم تشکیل دی۔ اس تصحیح میں انہوں نے نہایت سخت اصول اپنائے۔ انہوں نے نسخوں کا باہم تقابل کیا، غلطیوں کو دور کیا اور مبہم عبارتوں کی وضاحت کی۔

اس کے بعد انہوں نے اسے چار جلدوں میں شائع کیا جس میں اصل متن کے علاوہ حاشیوں پر مفید نوٹس، فقہی نکات اور بعض مقامات پر دوسرے ائمہ کے اقوال بھی شامل کیے۔ اس اشاعت کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ اس سے پہلے یورپی اور مغربی اسکالرز یہ سمجھتے تھے کہ اسلام میں بین الاقوامی قانون کا کوئی منظم اور مدون نظام موجود نہیں ہے، بلکہ جو کچھ ہے وہ بعد کے فقہاء نے یورپی اثرات کے تحت لکھا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے "السیر الکبیر" کو پیش کر کے یہ ثابت کیا کہ اسلامی قانون جنگ و امن اپنی مکمل اور مدون شکل میں آٹھویں صدی عیسوی یعنی دوسری صدی ہجری میں موجود تھا، جب یورپ میں قانون کے نام پر کچھ بھی منظم نہیں تھا۔ اس کتاب میں جنگ شروع کرنے کے قواعد، جنگ کے دوران پانی اور خوراک کی فراہمی، زخمیوں کی دیکھ بھال، غیر جانب دار ریاستوں کے ساتھ تعلقات اور امن معاہدے کی شرائط نہایت تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے اس کتاب کا فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں ترجمہ بھی کیا جس سے عالمی سطح پر اس کی افادیت بڑھ گئی۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد عالمی قانون دانوں نے اسلامی قانون بین الاقوامی کو بہت سنجیدگی سے لینا شروع کیا۔ آج بھی ہیگ کی بین الاقوامی عدالت اور دیگر فورمز میں جب اسلامی ریاستوں کے درمیان تنازعات آتے ہیں تو "السیر الکبیر" کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے اس کتاب کے مقدمے میں یہ بھی واضح کیا کہ امام محمد شیبانیؒ کے یہ اصول نہ صرف اپنے زمانے کے لیے بلکہ آج کے جدید جنگی قوانین (جنیوا کنونشن) کے مطابق بھی قابل قبول اور بعض پہلوؤں میں زیادہ انسانی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ السیر الکبیر کی اشاعت کو فقہ اسلامی کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے اور ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کا نام ہمیشہ اس کارنامے کی بدولت زندہ رہے گا۔ اس کام نے بعد کے محققین کے لیے راہیں کھول دیں، چنانچہ آج پاکستان، ایران، ترکی اور عرب دنیا میں بہت سے اسکالرز اس کتاب پر تحقیقی کام کر رہے ہیں۔

5 بین الاقوامی اسلامی قانون پر ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے افکار

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی پہچان عالمی سطح پر ایک معتبر قانون دان کی حیثیت سے بھی ہے جنہوں نے بین الاقوامی اسلامی قانون کو جدید بین الاقوامی قانون کے ساتھ ہم آہنگ کیا اور اس کی افادیت کو واضح کیا۔ ان کا بنیادی خیال یہ تھا کہ اسلام نے بین الاقوامی تعلقات کے لیے جو اصول دیے ہیں وہ اپنی نوعیت میں بالکل منفرد اور عالمگیر ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "Muslim Conduct of State" میں یہ واضح کیا کہ اسلام میں ریاستوں کے درمیان تعلقات جارحیت اور استعمار پر مبنی نہیں بلکہ عدل، معاہدے کی پابندی اور بقائے باہم کے اصولوں پر قائم ہیں (Hamidullah, n.d.)۔

انہوں نے قرآن مجید کی آیت (وان جنحوا للسلم فاجنح لھا) اور دوسری آیات کی روشنی میں یہ واضح کیا کہ اسلام میں اصل بنیاد صلح ہے، جنگ صرف دفاع کی صورت میں اور ظلم کے خاتمے کے لیے جائز ہے۔

ان کا ایک بہت اہم موقف یہ ہے کہ دارالاسلام اور دارالحرب کی دوئیت جو فقہاء نے وضع کی، وہ ایک تاریخی اور وقتی تھی جو اس دور کے حالات کے مطابق تھی جب مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی تھیں۔ لیکن آج کے دور میں جب اقوام متحدہ کا چارٹر اور مختلف بین الاقوامی معاہدے موجود ہیں اور مسلمان اقلیتوں کی صورت میں بھی بہت سے ممالک میں رہتے ہیں، اس صورت میں دارالاسلام اور دارالحرب کا تصور بدل جاتا ہے اور اس کی جگہ عالمگیر امن اور تعاون کا تصور آنا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے اس بات پر زور دیا کہ مسلمانوں کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی بھی غیر مسلم ریاست کے ساتھ جن کے ساتھ ان کے معاہدے ہوں، پر امن تعلقات قائم کریں، تجارت کریں اور مشترکہ دفاعی معاہدے کریں۔ انہوں نے اقلیتوں کے حقوق پر بھی بہت کام کیا اور ان کا موقف ہے کہ جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں وہاں وہ اپنے مذہبی امور کو بجالاتے ہوئے وطن سے محبت رکھیں اور قوانین کی پابندی کریں۔ یہ ان کے افکار کی جدید اور عملی جہت ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے بحری حدود، فضائی حدود، سفارتی استحقاق اور جنگی قیدیوں سے متعلق جدید مسائل پر اسلامی فقہ کے اصولوں کی روشنی میں مفید اور مدلل باتیں لکھی ہیں۔ ان کی ایک اور بڑی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے پہلی بار بین الاقوامی اسلامی قانون کو جدید قانونی اصطلاحات اور تحقیق کے اصولوں کے مطابق پیش کیا اور اس کا تقابلی جائزہ مغربی قانون کے ساتھ پیش کیا۔

اس تقابل میں انہوں نے یہ واضح کیا کہ کئی پہلوؤں میں اسلامی قانون زیادہ انسانی اور منصفانہ ہے۔ مثال کے طور پر جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک، ان کی رہائی کے لیے فدیہ یا تبادلے کا تصور اور شہریوں کے جانی ومالی تحفظ جیسی دفعات جدید جنگی قوانین سے صدیوں قبل اسلامی فقہ میں موجود تھیں۔ ان کے افکار کی ایک اور اہم جہت یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو یہ باور کرایا کہ بین الاقوامی تعلقات میں تنہائی اختیار کرنا اور دنیا سے الگ تھلگ رہنا اسلام کا تقاضا نہیں ہے بلکہ اسلام تو تمام انسانوں کے ساتھ انصاف، اخلاقیات اور معاہدوں کی پابندی کی تعلیم دیتا ہے اور اس میں نسل، رنگ یا مذہب کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں ہے۔

6 فقہی اجتہاد میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا منہج

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کا فقہی منہج نہایت متوازن، علمی اور جدید تقاضوں کے مطابق تھا۔ وہ تقلید کے جمود کو اسلامی روح کے خلاف سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ ہر دور کے مجتہدین کو چاہیے کہ وہ نئے مسائل کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں خود تلاش کریں۔ انہوں نے کبھی کسی ایک فقہی مذہب کو ہر حال میں درست نہیں سمجھا بلکہ دلیل کی پیروی کو مقدم رکھا۔ ان کے اجتہاد کے اصول قابل ذکر ہیں۔ کوئی بھی فقہی مسئلہ لیتے وقت وہ سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کرتے، پھر صحیح احادیث کی طرف، پھر صحابہ کرامؓ کے اقوال اور پھر ائمہ مجتہدین کے اقوال کا موازنہ کرتے ہوئے جو دلیل سب سے زیادہ قوی اور زمانے کے حالات سے مطابقت رکھتی ہو اسے اختیار کر لیتے۔ وہ فقہی مسائل میں مقاصد شریعت یعنی روح اور حکمت کو نظر انداز نہیں کرتے تھے، بلکہ ہر حکم کے پیچھے کی علت کو سمجھنے کی کوشش کرتے تھے تاکہ جب وہ علت باقی ہو تو حکم بھی باقی رہے اور جب علت بدل جائے تو حکم بھی

تبدیل ہو سکے۔ وہ عرف اور زمانے کی تبدیلی کو بہت اہمیت دیتے تھے، لیکن اس حد تک کہ قرآن و سنت کے واضح نصاب کے خلاف نہ ہو۔ وہ فقہی مسائل کے حل کے لیے ضرورت اور اضطرار کے اصول کو بھی بروئے کار لاتے تھے، لیکن اس کا اطلاق بہت احتیاط کے ساتھ کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ استحسان اور مصلحت کو اہم قواعد خیال کرتے تھے جیسا کہ حنفی فقہ میں ہے، لیکن انہوں نے اسے بے لگام نہیں چھوڑا۔ ان اصولوں کے تحت انہوں نے اپنے دور کے بہت سے نئے مسائل کو حل کیا۔ مثال کے طور پر بینکنگ اور جدید مالیاتی لین دین پر ان کا موقف تھا کہ صرف سود کی حرمت ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر قسم کی اضافی رقم ناجائز ہے، بلکہ وہ مضاربت، مشارکت اور اجارہ کی جدید صورتیں جائز قرار دیتے تھے بشرطیکہ غرر اور جہالت سے بچا جائے۔ ایک اور مثال شہریوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کی ہے انہوں نے واضح کیا کہ ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے اور ان کے ساتھ وہی عدل کرنا چاہیے جو مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ ایک مثال خواتین کے حقوق کی بھی ہے انہوں نے وراثت، طلاق اور گواہی کے روایتی فقہی تصورات پر نئے زاویے سے بحث کی اور یہ واضح کیا کہ جہاں قرآن مجید نے مرد کو بعض معاملات میں ترجیح دی ہے، وہیں عورت کو بھی بہت سے معاملات میں مساوی حقوق دیے ہیں۔

ایک اہم مثال جدید ذرائع ابلاغ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی سے متعلق مسائل پر ان کی رائے تھی کہ شریعت کے اصولوں کی روشنی میں ان کو استعمال کرنا جائز ہے بشرطیکہ فحاشی، جھوٹ اور نقصان سے بچا جائے۔ ان کے اس منہج نے بعد کے بہت سے مفکرین اور فقہاء کو متاثر کیا جنہوں نے بیسویں اور اکیسویں صدی میں فقہی مسائل کو جدید سیاق و سباق میں حل کرنے کے لیے انہی اصولوں کو اپنایا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے جدید اجتہاد کی راہ ہموار کی اور یہ واضح کیا کہ اسلامی فقہ وقت کے ساتھ منجمد نہیں ہے بلکہ ہر دور میں زندہ اور متحرک رہ سکتی ہے بشرطیکہ اصولوں کو سمجھ کر ان پر عمل کیا جائے نہ کہ صرف عبارتوں کو دہرایا جائے۔

7 ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی خدمات کے اثرات

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی تفسیری اور فقہی خدمات کے اثرات نہ صرف برصغیر پاک و ہند تک محدود رہے بلکہ پوری اسلامی دنیا، یہاں تک کہ مغربی تعلیمی حلقوں تک پھیلے۔ برصغیر میں ان کا اثر سب سے پہلے حیدرآباد دکن میں دیکھا گیا جہاں انہوں نے جامعہ عثمانیہ میں تدریس کے دوران طلبہ کی ایک نسل کو علمی تحقیق اور فقہی بصیرت سے روشناس کرایا۔ ان کے شاگردوں میں سے کئی نے بعد میں بڑے بڑے علمی عہدے سنبھالے اور اسی تحقیق اور وسعت نظری کو فروغ دیا۔ پاکستان اور انڈیا میں ان کی تصنیفات خاص طور پر قرآن مجید کا فرانسیسی ترجمہ، "السیر الکبیر" کی اشاعت اور ان کے مضامین کو بہت اہمیت دی گئی۔ یہاں کے علماء نے ان سے خط و کتابت کی اور ان کے علمی مقام کو تسلیم کیا۔

عالمی سطح پر ان کے اثرات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ فرانس میں ان کی خدمات کو سراہا گیا اور انہیں فرانس کی حکومت نے متعدد اعزازات سے نوازا۔ وہاں کی یونیورسٹیوں میں ان کی تفسیر اور فقہی کتابیں نصاب کا حصہ ہیں۔ جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ترکی اور مصر میں بھی ان کے افکار کا چرچا ہے۔ خاص طور پر ترکی کے علماء نے ان کی "السیر الکبیر" کی اشاعت کو انتہائی اہمیت دی اور اس پر مزید تعلیقات لکھیں۔ امریکہ میں جہاں انہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام گزارے، وہاں کے اسلامی مراکز اور یونیورسٹیوں میں ان کے لیکچرز اور تحریروں کو بے حد پذیرائی ملی۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے اسلام کو ایک عقلی، پرامن اور سائنسی مذہب کے طور پر پیش کیا جس سے وہاں کے نومسلموں اور طلبہ میں بہت مقبول ہوئے۔ مصر اور شام کے کئی بڑے علماء نے ان کے علمی مقام کو تسلیم کیا اور ان سے ملاقاتیں کیں۔ ان کے اثرات کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے مشرق اور مغرب کے درمیان فکری پل کا کام کیا۔ ایک طرف انہوں نے مغربی ذہنوں کو قرآن مجید اور اسلامی قانون کی خوب صورتی اور جامعیت سے روشناس کرایا تو دوسری طرف مسلمانوں کو جدید علوم اور فکری رواداری کا سبق دیا۔ ان کی تحریروں سے بہت سے ایسے مسلمانوں نے استفادہ کیا جو یورپ اور امریکہ میں رہتے ہیں اور اپنی اسلامی شناخت کے تحفظ کے ساتھ ساتھ معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے اثرات نے علمی تحقیق کے طریقوں کو بھی بدلا، اب مسلم محققین قدیم مخطوطات کو دریافت کرنے، ان کی تصحیح کرنے اور انہیں جدید زبانوں میں پیش کرنے میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں، جس کی بنیاد ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے رکھی۔ ان کی کاوشوں سے یہ پیغام عام ہوا کہ اسلام کا علمی ورثہ عالمی ورثہ ہے جس سے استفادہ کرنے کا حق سب کو ہے نہ صرف مسلمانوں کو۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے ہم عصر اور بعد میں آنے والے علماء پر ان کے اثرات کی نوعیت کو سمجھنے کے لیے ان کی علمی جرأت، تحقیقی دیانت اور فقہی بصیرت کا جائزہ ضروری ہے۔ اپنے ہم عصر علماء میں انہوں نے بہت سے لوگوں کو متاثر کیا جیسے علامہ شبلی نعمانیؒ، مولانا ابو الحسن علی ندویؒ، ڈاکٹر مصطفی السباعیؒ اور مولانا تقی عثمانی جیسے جید علماء نے ان کی علمی خدمات کو سراہا۔ خاص طور پر ڈاکٹر مصطفی السباعیؒ جو خود ایک بڑے محدث اور فقیہ تھے، نے ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے کام کو بہت قدر کی نظر سے دیکھا اور ان سے علمی استفادہ کیا۔ مولانا تقی عثمانی نے اپنی متعدد تحریروں میں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے بین الاقوامی اسلامی قانون کو جدید انداز میں پیش کر کے ایک بہت بڑا خلا پر کیا۔

لیکن بعض حلقوں نے ان پر تنقید بھی کی۔ روایتی علماء کا ایک طبقہ ان کے اجتہاد اور بعض فقہی مسائل میں نئے زاویوں کو ناپسند کرتا تھا، خاص طور پر جہاں وہ دارالاسلام اور دارالحرب کے فرق کو کم اہمیت دیتے تھے یا جہاں وہ خواتین کے حقوق کو روایتی فقہ سے زیادہ وسیع کرتے تھے۔ ان پر یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ انہوں نے بعض روایتی احادیث کو ضعیف قرار دیا جنہیں دوسرے محدثین نے صحیح کہا ہے اور کہا گیا کہ وہ احادیث میں بہت سخت گیر ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے ہمیشہ اپنی تحقیق کے اصولوں کو واضح کیا اور کہا کہ وہ کسی بھی روایت کو بغیر تحقیق کے قبول نہیں کرتے۔ تنقید کا ایک اور پہلو یہ تھا کہ انہوں نے فقہ حنفی کے ساتھ ساتھ دوسرے مسالک سے بھی استفادہ کیا جسے بعض حنفی متعصبین نے ناپسند کیا۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کی یہ روش زیادہ صحیح تھی کیونکہ تقلید شخصی کا تصور پہلی صدیوں میں نہیں تھا۔ بعد کے علماء نے ان کے منہج کو بہت سراہا۔ مثلاً ڈاکٹر یوسف القرضاویؒ نے اپنی کتاب (الاجتهاد في الشريعة الاسلامية مع نظرات تحليلية في الاجتهاد المعاصر) میں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کو جدید دور کے ان چند مجتہدین میں شمار کیا جنہوں نے جمود توڑا (القرضاوي، تاریخ ندارد)۔ پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی بعض قوانین کی تدوین میں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے افکار سے استفادہ کیا۔ مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے اپنی علمی دیانت، وسعت نظری اور محنت کی بدولت نہ صرف اپنے ہم عصروں پر اثر ڈالا بلکہ اپنے بعد آنے والی نسلوں کے لیے ایک منہج اور مشعل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

8 خلاصہ بحث

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی تفسیری اور فقہی خدمات کا یہ تحقیقی جائزہ واضح کرتا ہے کہ وہ ایک ایسے منفرد اور بلند پایہ عالم تھے جنہوں نے بیسویں صدی کے فکری بحران میں اسلام کے اصل ماخذ قرآن و سنت کو جدید تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ ان کی تفسیری خدمات کا محور قرآن کا فرانسیسی زبان میں سلیس، مدلل اور تفسیری ترجمہ ہے جس میں انہوں نے مغربی ذہنوں کو قرآن فہمی کا راستہ دکھایا اور مسلمانوں کو قرآن مجید کو سمجھنے کا ایک عقلی اور تحقیقی طریقہ پیش کیا۔ ان کی تفسیر میں روایت اور جدت کا حسین امتزاج ہے، وہ صحیح احادیث اور اقوال صحابہ کو تو پیش کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی جدید علمی اور سماجی مسائل پر قرآن مجید کی روشنی میں راہ نمائی بھی فراہم کرتے ہیں۔

فقہ کے میدان میں ان کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے جس میں امام محمد شیبانیؒ کی کتاب "السیر الکبیر" کی تصحیح و اشاعت سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے جس نے اسلامی قانون بین الاقوامی کے قدیم اور مدون نظام کو دنیا کے سامنے رکھا (الشيباني، تاریخ ندارد)۔ آپؒ کی اپنی تصنیف "Muslim Conduct of State" نے بھی اس موضوع پر جدید معیار کے مطابق ایک جامع اور تقابلی مطالعہ پیش کیا (Hamidullah, n.d.)۔ آپؒ کے فقہی اجتہاد کے اصول انتہائی متوازن تھے، وہ تقلید کے جمود کو توڑتے ہیں، ماخذ کی طرف براہ راست رجوع کرتے ہیں، مقاصد شریعت کو پیش نظر رکھتے ہیں اور عرف و زمانے کی تبدیلی کو اہمیت دیتے ہیں۔ انہوں نے جدید مسائل جیسے بینکاری، اقلیتوں کے حقوق، خواتین کے حقوق اور بین الاقوامی تعلقات پر نہایت مدلل اور عملی باتیں کہیں۔ ان کے اثرات برصغیر سے لے کر یورپ اور امریکہ تک وسیع ہیں، کئی یونیورسٹیوں میں ان کی کتب شامل نصاب ہیں اور بہت سے علماء نے ان سے استفادہ کیا۔

اگرچہ بعض روایت پسند حلقوں نے ان کے اجتہاد اور بعض فقہی آراء پر تنقید کی، لیکن علمی تحقیق اور وقت نے ان کی راہ کو درست اور معتدل ثابت کیا۔ آج جب مسلم دنیا شدید فکری انتشار، انتہا پسندی اور جمود کا شکار ہے، ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کا علمی منہج ایک امید کی کرن ہے۔ انہوں نے ثابت کیا کہ اسلام کا فکری نظام اپنی روح اور اصولوں میں زندہ اور متحرک ہے، اسے صرف درست طریقے سے سمجھنے اور جدید تقاضوں کے مطابق لاگو کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ ان چند علماء میں سے ہیں جنہوں نے مشرق و مغرب کے درمیان فکری پل کا کام کیا اور اسلام کو ایک پرامن، عقلی اور انسان دوست مذہب کے طور پر پیش کیا۔

مصادر ومراجع

القرآن الكريم

Al-Qurʾān al-Karīm.

الشيباني، محمد بن الحسن۔ (تاریخ ندارد)۔ السیر الکبیر (تحقیق: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، 4 جلدیں)۔ قاہرہ: دار المعارف۔

Transliteration: Al-Shaybānī, M. b. al-Ḥasan. (n.d.). *Al-Siyar al-Kabīr* (Ed. Dr. Muhammad Hamidullah, 4 Vols.). Cairo: Dār al-Maʿārif.

محمود، محمد ریاض۔ (2026)۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی تفسیری و فقہی خدمات اور ان کے اثرات۔ *مجلہ علوم اسلامیہ*، 12(1)۔

Transliteration: Mahmood, M. R. (2026). Dr. Muhammad Hamidullah ki Tafsiri o Fiqhi Khidmat aur un ke Atharat [Dr. Muhammad Hamidullah's Exegetical and Jurisprudential Contributions and Their Impact]. *Journal of Islamic Studies*, 12(1).

القرضاوي، يوسف- (تاريخ ندارد)- الاجتهاد في الشريعة الإسلامية مع نظرات تحليلية في الاجتهاد المعاصر- قاهره: دار القلم-

Transliteration: Al-Qaraḍāwī, Y. (n.d.). *Al-Ijtihād fī al-Sharīʿah al-Islāmiyyah maʿa Naẓarāt Taḥlīliyyah fī al-Ijtihād al-Muʿāṣir*. Cairo: Dār al-Qalam.

Hamidullah, M. (1971). *Le Saint Coran* (French Translation and Commentary). Paris.

Hamidullah, M. (n.d.). *Muslim Conduct of State*. Lahore: Sh. Muhammad Ashraf.